شاھد حسین رزاقی

تاثرات

اچھی باتیں کہنے والے ہر قوم میں ہوتے ہیں، زندہ قوموں میں بھی اور مردہ قوموں میں بھی اور ان باتوں کا ایک خاص اثر بھی ہوتا ہے۔ لیکن محض پند و وعظ سے قوموں کی زندگی میں کوئی بڑا انقلاب نہیں ہوتا۔ کوئی اصول خواہ وہ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو اگر اس پر عمل نہ کیا جائے تو اس سے مفید نتائج حاصل نہیں ہو سکتے۔ قوموں کی قسمت بدل دینے والی قوت عمل ہے۔ جس رہنما میں فکر و عمل کی اعلیٰ صلاحیتیں ہوتی ہیں اور جو نہ صرف گفتار بلکہ کردار کی خوبیوں کا بھی حامل ہوتا ہے وہ مردہ قوم میں ایک نئی زندگی پیدا کر کے اس کی حالت بدل دیتا ہے۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح ایسے ہی رہنما تھے۔ ان کی ندرتِ فکر، جوشِ عمل اور جوہرِ کردار نے ایک منتشر اور زوال پذیر قوم کو ایک نصب العین دیا، اس نصب العین کو حاصل کرنے کے لیے منظم کر دیا اور اس کی خاطر ہر مصیبت کا مقابلہ کرنے کا عزم و استقلال عطا کیا۔

قائدِ اعظم نہ مفسر تھے نہ محدث اور نہ کسی خانقاہ کے سجادہ نشین لیکن اسلام کی روح سے پوری طرح باخبر تھے اور یہ خوب جانتے تھے کہ اسلام محض رسوم و رواج اور عبادات کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک مکمل دین یا ضابطۂ حیات ہے اور یہی وجہ ہے کہ ایک ایسے نازک دور میں جب قیادت و سیادت کو اپنی میراث سمجھنے والے مفسرِ قرآن اسلام کی روح سے بیگانہ اور محدث مقامِ محمدی سے بے خبر تھے محمد علی جناح کے نورِ ایمان سے ظلمت کدۂ ہند میں روشنی پھیل گئی اور ملتِ اسلامیہ کا قافلہ اپنے دیدہ ور قائد کی رہبری میں منزلِ مقصود پر پہنچ گیا۔ مشیتِ ایزدی نے محمد علی جناح کو ملتِ اسلامیہ کا قائدِ اعظم بنا کر اس مفروضے کی تردید کر دی کہ مسلمانوں کی قیادت کسی مخصوص طبقے کا حق ہے۔ اور ایک مرتبہ پھر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ کامیاب قیادت کے لیے کن اوصاف کی ضرورت ہے۔

فکری اور عملی صلاحیتوں کے ساتھ ہی قائدِ اعظم اپنے نصب العین پر پورا ایمان رکھتے تھے اور اس پر پورے عزم و استقلال سے جمے رہے۔ ہر قسم کی ترغیب یا خوف سے بلند تر ہو کر پورے خلوص و دیانت اور صداقت کے ساتھ حصولِ مقصد کے لیے جد و جہد کرتے رہے۔ ان کی کوششوں میں ذاتی اغراض و مفاد کا شائبہ تک نہ تھا۔ اصول کو قربان کر کے سودا بازی کے وہ قائل نہ تھے۔ اپنے نصب العین کی خاطر ہر تکلیف کو برضا و رغبت قبول

کرنے پر آمادہ تھے اور ہر مخالفت کا مقابلہ کرنے اور اس پر غالب آنے کا حوصلہ رکھتے تھے۔ قائدِ اعظم کے ان اوصاف نے مسلمانوں میں اپنے نصب العین کی خاطر مر مٹنے کا جذبہ پیدا کر دیا۔ ان کو ایک پرچم کے نیچے متحد و منظم کیا۔ اور حصولِ مقصد کے لیے اس طرح سرگرمِ عمل بنا دیا کہ وہ تمام رکاوٹوں پر غالب آ گئے اور ناممکن کو ممکن کر دکھایا۔ قائدِ اعظم کی قیادت سے پہلے اور ان کی وفات کے بعد کے حالات کا مقابلہ اگر ان کے زمانۂ قیادت کے حالات سے کیا جائے تو یہ حقیقت بخوبی واضح ہو جائے گی کہ ایک شخص کے فکر و عمل، ایمان و ایقان، فہم و بصیرت، خلوص و صداقت اور عزم و استقلال سے پوری قوم کی زندگی میں کتنا بڑا انقلاب ہو سکتا ہے۔ اگر قائدِ اعظم جیسا رہنما مل جائے تو ایک نیم مردہ قوم میں زندگی کی نئی روح کس طرح بیدار ہو جاتی ہے اور اگر ان اوصاف سے خالی افراد کے ہاتھوں میں عنانِ قیادت چلی جائے تو بیدار قوم بھی رفتہ رفتہ خوابِ غفلت میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ درحقیقت قائدِ اعظم ہمارے لئے کامیاب قیادت کی ایک فیض آفریں مثال ہیں۔

قائدِ اعظم کی زندگی صرف ایک فرد کی سرگذشتِ حیات نہیں بلکہ یہ ملّتِ اسلامیہ کے ایک نازک ترین دَور کی تاریخ ہے۔ اسلامیانِ ہند کے جہادِ حریت میں تقریباً ربع صدی تک قائدِ اعظم کی شخصیت، ایک ایسا مرکزی نقطہ رہی ہے جس کے گرد ساری قوم جدوجہد کرتی رہی اور آخرکار تمام مخالفتوں اور مزاحمتوں کے باوجود اپنے لیے ایک جداگانہ مملکت قائم کرنے میں کامیاب ہوئی۔ دنیا کی تاریخ میں ایک عظیم مملکت کے بانی، ایک مظلوم قوم کے نجات دہندہ اور حق و صداقت کے علمبردار کی حیثیت سے قائدِ اعظم کا نام ہمیشہ روشن رہے گا اور اہلِ پاکستان کے دل میں اپنی مملکت کے بانی اور اپنے محبوب و محترم رہنما کی یاد ہمیشہ تازہ رہے گی۔